Al-Kashaf: Research Journal for Social Sciences
Volume: 03, No: 03. October – December 2023
ISSN: 2790 – 8798; E-ISSN: 2790 – 8801

اسلامی قیادت کے نظریاتی ڈھانچے اور معاصر معاشی ترقی کے درمیان ربط کا تجزیاتی جائزہ

Investigating the Causal Pathways between Islamic Leadership Archetypes and Contemporary Economic Development: An Analytical Review

Muhammad Ehtsham *, *Dr. Muhammad Irfan**

**Research Scholar, Federal Urdu University of Science & Technology, Islamabad*

*** Assistant Professor, Department of Islamic studies, Federal Urdu University of Science & Technology, Islamabad*

KEYWORDS

Sharia-compliant Economics
Ethical Finance,
Islamic Governance
Socio-economic Development
Leadership Ethics
Sustainable Development

ABSTRACT

Among the numerous challenges facing the contemporary Muslim Ummah, the task of restructuring economic systems in alignment with Islamic principles holds particular significance. Islam presents a comprehensive economic framework built upon timeless values, offering guidance for all spheres of human activity. Throughout history, scholars have grappled with the interpretation and application of these principles, emphasizing the importance of integrating economic pursuits with Islamic ethics. Islam refutes the secular division between morality and economics. The Holy Qur'an underlines the interconnectedness of these domains, positioning Islam as a complete way of life that includes economic dimensions. Although neither the Qur'an nor Hadith dictate a prescriptive economic model in the modern sense, they establish foundational principles. These principles provide a basis for scholars to deduce ethical rules and solutions applicable to contemporary economic issues within the Muslim Ummah. This research aims to explore these principles and investigate their potential for addressing current economic challenges.

تمہید

یہ بات ایک مصدقہ و مسلمہ بات ہے کہ کسی بھی نظام کو چلانے کے لیے اور اس کو کامیابی سے چلانے کے لیے اس نظام اور اس امر کے بنیادی اصول و ضوابط ایک مرکزی حیثیت رکھتے ہیں جن کے بغیر اس نظام اور اس امر کے بارے میں مطلوبہ نتائج اور مطلوبہ مقاصد حاصل کرنا نہایت مشکل اور دشوار ثابت ہو جاتا ہے اور وہ نظام فضول ثابت ہو جاتا ہے۔ آج کی مادیت پرست دنیا نے معاشی حیثیت اور معیشیت و تجارت کے ساتھ نظام ماحولیات میں ایسی اہمیت حاصل کرلی ہے جیسے گزشتہ ادوار میں سیاست و ریاست کو حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ دور کے ائمہ کرام و فلاسفر حضرات اور مسلم مفکرین کا زیادہ تر وقت سیاست و ریاست کے مسائل پر توجہ دینے میں لگا رہا۔ وقت نے کایا پلٹی، حالات بدلے تو سیاست و ریاست کی جگہ اقتصادیات و معیشت نے جگہ لے لی اور اب گزشتہ دو سے تین عشروں سے عالمگیریت، بین الاقوامی تجارت کے مسائل کی اہمیت اپنے عروج پر ہے۔ عصر حاضر میں بہت سے معیشت کے نظام موجود اور رائج ہیں لیکن ہر نظام کوئی نہ کوئی کمی و بیشی کے ساتھ موجود ہے۔ کسی نظام میں بہت افراط ہے اور کوئی نظام معیشت تفریط کا شکار ہے۔ ایسے میں اسلام کا نظام معیشت ایک ایسا نظام ہے جس کے سوا باقی تمام نظام معاشی انسان کے مسائل کو حل کرنے سے عاجز و قاصر ہیں۔ اسلام

*Corresponding Author: Muhammad Ehtsham
Email Address: mehtsham84@gmail.com

کا نظام معیشت ایک ایسا جامع اور عادلانہ نظام معیشت ہے جو ہر شخص کی بہبود و فلاح کا مکمل خیال رکھتا ہے چاہے وہ بہبود اخلاقی، معاشی اور معاشرتی حوالے سے ہو۔اسی وجہ سے اس نظام کا کوئی اور نظام متبادل نہیں ہو سکتا۔

"عالمگیریت اور گلوبلائزیشن کے اس دور مین بھی بین الاقوامی تجارت اور عالمی اقتصادی نظام کے مسائل بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ مغرب کے دو بڑے معاشی نظام اسلامی دنیا کے مسائل حل نہیں کر سکتے۔ کمیونزم اپنی موت آپ مر چکا۔ اب پہلی بار دنیائے مغرب میں اسلام کی معاشی تعلیمات سے دلچسپی پیدا ہو رہی ہے جیسے جیسے مغربی معیشت مشکلات کا شکار ہو رہی ہے ویسے ویسے اسلامی معیشت کے مطالعہ کی اہمیت کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔ بعض مغربی یونیورسٹیوں میں اسلامی معیشت اور بینکاری کی اعلیٰ تعلیم کے پروگرام شروع ہو رہے ہیں(احمد غازی,2010)

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا ہدایت کا سرچشمہ ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں ہدایت فراہم کرتا ہے۔ جہاں قرآن کریم انسان کی اخلاقی و روحانی اعتبار سے ہدایت کرتا ہے وہی پھر قرآن انسان کے اجتماعی معاملات میں معاشیات و اقتصادت کے شعبے میں بھی بھرپور رہنمائی کرتا ہے۔

قرآن میں مختلف جگہوں پر معاش اور کسب کو ''فضل اللہ'' کہا گیا ہے اور اس سے یہ بات باور کرائی گئی ہے کہ یہ سب معاش اور ذریعہ معاش سب اللہ کی عنایت سے ہی ہے اور انسان کو معاشی زندگی میں بھی اللہ کی حدود کا پابند رہنا چاہیے۔

"وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ "(القرآن 62 : 10)

اور فضل الہی کی تلاش میں رہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

قرآن مجید کی معاشی تعلیمات کے مقاصد میں سے اولین مقصد تو یہ ہے کہ انسانوں کے درمیان باہم عدل و انصاف قائم ہو۔ جو چیزیں ظلم کا سبب بنتی ہیں ان کو روکا جائے اور اس کام میں جو نمایاں چیز سامنے آتی ہے وہ معاشی عدل ہے اور اگر انسان کی معاشی زندگی ناکام ہو جائے تو انسان فقر و فاقہ اور مفلسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس لیے مادی اور معاشی وسائل کا سہالت سے میسر نہ آنا دوسرے بہت سے مسائل پیدا کر دیتا ہے جن میں سب سے اہم مسئلہ دین اور دینی تقاضوں سے دوری پیدا ہو جاتی ہے۔

اسلام کے مثبت معاشی مقاصد میں قیام عدل، معاشی خوشحالی کا حصول اور غربت کی روک تھام اور تمام لوگوں کو معاشی کوشش کے برابر موقع فراہم کرنا بھی ہے۔

اسی طرح اسلام محض مفلسی و غربت کے خطرے سے زندگی کو تلف کرنے کی پالیسی کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

اسلام کہتا ہے کہ معاشی مسئلہ کا حل انسانوں کو کم کرنا نہیں بلکہ معیشت کو فروغ دینا ہے"(دیدات،)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا۔ " (القرآن 17: 31)

یعنی بھوک کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، تمہیں اور ان کو ہم رزق عطا کریں گے، ان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

معاشی تنگی کو دور کرنے کا حل اور طریقہ بتاتے ہوئے اسلام یہ ہدایت اور راہ نمائی کرتا ہے کہ رزق کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اور حلال رزق کو حاصل کرنے کی سعی وجدوجہد کی جائے اور پیداوار بڑھانے کے لیے مختلف قسم کے ذرائع کو استعمال میں لایا جائے۔ اسلام جہاں پیداوار میں اضافے اور معیشت کے فروغ کی ترغیب دیتا ہے اس کے ساتھ ہی اس بات پر توجہ مرکوز کرواتا ہے کہ معیشت کے لیے اختیار کیے جانے والے ذرائع بھی جائز و حلال ہوں وہ تمام تر آمدنی و منافع جو حرام ذرائع سے حاصل کیے گئے ہوں شریعت ان کو آگ قرار دیتا ہے اس لیے قرآن وحدیث میں حلال اور جائز معیشت و رزق کی بہت اہمیت بیان کی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَآ اَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا" (القرآن 2: 168)

یعنی اے لوگو زمین میں موجود حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔

رزق حلال کی طلب دوسرے درجے کا فرئضہ ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"**طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة**" (بن حسام الدین)

یعنی رزقِ حلال کو طلب کرنا دین کے اولین فرائض کے بعد دوسرے درجے کا فرئضہ ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ایک انسان جو رزق حلال کی طلب کے لیے جو کچھ عمل بھی کرتا ہے اپنی معیشت و تجارت کو مضبوط کرنے کے لیے وہ سب دین کا حصہ ہے اور اس کے لیے جائز اور مباح قرار دیا گیا ہے اور عبادات کے فرائض کے بعد اس کو بھی دوسرے درجے کا فرئضہ قرار دیا گیا ہے اور اس کی سب سے بڑی مثال اور اعلیٰ نمونہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء کرام بھیجے سب سے اللہ تعالیٰ نے کسب حلال اور معیشت کے کام ضرور کروائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ رزق حلال کی طلب دین کا ہی حصہ ہے لیکن اس کو نبی کریم ﷺ کی تعلیم اور اتباع میں کرے۔

ہاتھ سے معیشت کی مضبوطی کے فضائل:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما اكل احد طعاما قط خيرا من ان ياكل من عمل يده، وان نبى الله داؤد عليه السلام كان ياكل من عمل يده (البخاری)

یعنی سب سے افضل کھانا وہ ہے جو انسان خود محنت کر کے کمائے اور کھائے، حضرت داؤد علیہ السلام بھی ایسا کرتے تھے۔

قرآن میں معیشت و تجارت (مال و دولت) کے لیے کلمہ خیر اور عیب کا استعمال:

قرآن میں بعض مقامات پر معیشت و مال و دولت کو اللہ کا فضل قرار دیا گیا ہے۔

"**وابتغوا من فضل الله**" یعنی معاشی منفعت کو اللہ کے فضل سے تعبیر کیا گیا ہے اور بعض مقامات پر معاشی منافع اور مال کو "خیر" کے لفظ سے موسوم کیا گیا ہے۔

"وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ "(القرآن 8 : 100)

یعنی بندہ مال کی چاہت پر بہت پکا ہے۔

یہاں خیر مال کے معنی میں ہے اور قرآن کریم میں بعض مقامات پر معیشت ومال ودولت کو قباحت وشناعت کے لیے ذکر کیا گیا ہے۔

"اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ"(القرآن 15 : 64)

بے شک تمہارا مال اور اولاد فتنہ ہیں۔

"وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ "(القرآن 57: 20)

اور دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان ہے۔

توبظاہر یہاں تضاد پایا جارہاہے اسطور پر کہ بعض مقامات پر خیر کہا گیا اور بعض مقامات پر دھوکہ کا سامان۔ حقیقت میں یہاں تعارض وتضاد موجود نہیں ہے بلکہ مقصود یہ بات بتانا ہے کہ دنیا کی معیشت اور مال واسباب یہ انسان کی حقیقی منزل ومقصود نہیں ہے بلکہ حقیقی منزل ومقصود آخرت اور اللہ کی رضا اور خوشنودی ہے۔ اگر انسان مال واسباب کو صرف اسباب کے درجے میں ہی رکھے اور اس کو اپنا منزل مقصود قرار نہ دے تو اس وقت تک یہ معیشت اور مال واسباب مکمل طور پر خیر ہی خیر ہے اور ان انسان اس کو بالکلیہ مقصود بنالے اور اس کی یہ معیشت وتجارت اس کو دین سے دور لے جائے تو ایسی تجارت و معیشت کو فتنہ اور آزمائش اور دھوکہ کہا گیا ہے اس لیے بھی کہ انسان کی تخلیق کا اصل مقصد بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔"(القرآن 51: 56)

یعنی ہم نے انسانوں اور جنوں کو عبادت کے لیے پیدا کیا۔

انسان کی تخلیق کا مقصد ہی عبادتِ خداوند وتعالی ہے اس لیے اس مقصد کو اپنا حقیقی اور بنیادی مقصد بنائے اور مال واسباب وتجارت کو ضرورت کے درجے میں رکھتے ہوئے ضرورت کو پورا کرے اور فقہی قول کا مصداق بنے۔

"الضرورة تتقدر بضرورة"

یعنی ضرورت کو ضرورت کی حد تک رکھے۔

مسلم اور غیر مسلم میں فرق:

"مسلم اور غیر مسلم میں ایک فرق یہ ہے کہ مسلم اپنے مال ودولت کو اللہ تعالی کی عطا سمجھتا ہے جبکہ غیر مسلم اس کو اپنی قوت بازو کا کرشمہ، مسلم مال ودولت کو آخرت کی فلاح وبہبود کا ذریعہ بناتا ہے اور اس کے خرچ میں ایسا طرزِ عمل اختیار کرتا ہے جو اللہ کے حکم کے خلاف نہ ہو تاکہ یہ دنیا دین کا ذریعہ بن جائے۔ غیر مسلم کے دل میں نہ تو اللہ کا تصور ہوتا ہے اور نہ اس کے احکام کی پابندی کا خیال ہوتا ہے۔"(عثمانی,2008)

معاشی اثرات کے اطلاق کی صورتیں:

ایک اسلامی ریاست میں اچھی اور معیاری قیادت معاشرے میں کس طور پر معاشی اثرات کو درست فہم پر لاکر ان کو معاشرے میں نافذ کرسکتی ہے اس کے لیے کچھ بنیادی چیزوں کا جاننا ضروری ہے تاکہ ان معاشی اثرات کو سہولت اور آسانی سے اطلاق کی صورت دی جاسکے۔

معیشت کے جو بنیادی اصول وضوابط اور قواعد اور مسائل بیان کیے جاتے ہیں ان کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر کیا ہونا چاہیے اور کیا ہے۔

"یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ اسلام کوئی معاشی نظام نہیں ہے بلکہ وہ ایک دین ہے جس کے احکام ہر شعبہ زندگی سے متعلق ہیں جس میں معیشت بھی داخل ہے لہذا قرآن وحدیث نے مصروف معنوں میں کوئی معاشی نظام پیش نہیں کیا جس کو موجودہ دور میں معاشی اصطلاحات میں تعبیر کیا گیا ہو لیکن زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح اسلام نے معیشت کے بارے میں بھی کچھ احکام دیے ہیں اور ان احکام کے مطالعے سے ہم مستنبط کرتے ہیں کہ مذکورہ مسائل کے سلسلے میں اسلام کا نقطہ نظر کیا ہے۔"

اسلامی معاشی تعلیمات کو صحیح انداز میں ایک منظم نظام کی صورت دینے کے لیے چند نکات کا ہونا اور ان پر عمل کرنے کے ساتھ انکا اطلاق اگر کیا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ اسلامی ریاست میں اسلامی قیادت کامیابی سے حقِ قیادت ادا کر رہی ہے۔

اسلام اور گردشِ دولت:

اسلام نے دولت کے چند ہاتھوں میں جمع ہونے کو بھی پسند نہیں کیا اور اس بات کا انتظام کیا ہے کہ مختلف قانونی اور اخلاقی تدابیر سے دولت کی تقسیم زیادہ منصفانہ ہو اور وہ پورے معاشرے میں گردش کرے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"**لا یکون دولۃ بین الاغنیا منکم**" (القرآن 59:8)

یعنی ایسا نہ ہو کہ مال و دولت صرف تم میں سے امیروں میں ہی محدود ہو کر رہ جائے۔

اسلام میں دولت کی تقسیم کے لیے کچھ صورتیں تجویز کی گئی ہیں۔

۱۔ زکوۃ وعشر

۲۔ صدقات واجبہ

۳۔ انفاق

۴۔ وراثت

۵۔ العفو

۶۔ حق سوی الزکوۃ

حلال روزی کے ذرائع کی فراہمی:

اسلامی ریاست میں معیار قیادت کے لیے معاشی اثرات کے مستحکم کرنے کے لیے عوام الناس کے لیے حلال روزی کمانے کے لیے ذرائع کو اسانی اور سہولت کے ساتھ رعایا وعوام الناس کے لیے مہیا کرنا بہت اہم اور ضروری ہے۔ اس لیے کہ معاشی صف بندی کا ایک لازمی جزء اسلامی تجارت اور حلال تجارت کا احیاء ہے۔ ریاست اور سربراہ ریاست کے ادارے عوام کے لیے معاش کا ایسا انتظام کر سکیں کہ انہیں اتنی آمدنی میسر آسکے کہ وہ روز مرہ کے اخراجات بھی پورے کر سکیں اور اس کے بعد دوسرا بڑا فایدہ عوام الناس کے روزگار مہیا کرنے کا کہ وہ جس کے ذریعے عبادت کو ممکن بنایا جاسکے اور غلبہ دین کو ممکن بنایا جاسکے۔

اس لیے حلال روزی کے ذرائع مہیا کرنے کے دو بڑے فائدے حاصل ہوں گے۔

1۔ رعایا و عوام الناس کو حلال آمدنی ملے گی۔

2۔ غلبہ دین، تحفظ دین کے لیے لوگ کام کر سکیں گے۔

اور یہی انسان کی پیدائش کا مقصد بتایا گیا ہے۔ قرآن مبین کہ اللہ کی عبادت کرنا اور عبادت کرنے کے لیے ذہنی و جسمانی طور پر سکون فراہم کرنے کے لیے حلال روزی کے ذرائع کا موجود ہونا ضروری ہے تاکہ اللہ کے احکام کو تسلی کے ساتھ پورا کیا جاسکے۔

(القادری)" حلال روزی ہو گی تو برکت ہو گی اور خاندان مضبوط ہوں گے اور اسلامی تعلیم عام ہو گی تو لوگ خود ہی کفر سے آگاہ ہوں گے، گویا حلال روزی خاندانی نظام کے مستحکم کا بھی ایک ذریعہ ہے۔"(ارشد,2016)

تمام اقسام کے اموال میں غرباء کا حق شرعی ادا کرنا:

نظام معیشت کے قائم کردہ اسلامی قواعد و ضوابط اور اصولوں میں ایک اہم اصول اور قاعدہ تمام قسم کے اموال میں سے بے کسوں، ضرورت مندوں اور حاجت مندوں کا حق ہے جس کا ادا کرنا ضروری ہے اور اسلامی معیشت کے قائم کردہ اصولوں کو بتانا اور ان کو نافذ کرنا یہ ریاست اور ریاست کے اداروں کی ذمہ داری ہے۔

ڈاکٹر طاہر القادری صاحب متعلقہ موضوع کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اسلام نے کمائے ہوئے مال میں محروم المعیشت افراد کا باقاعدہ حق رکھ دیا ہے۔ جس کی حیثیت محض اخلاقی اور ترغیبی نہیں، شرعی و وجوبی اور قانونی ہے۔ اس کی ادائیگی محض نفلی نیکی نہیں فرض ہے جسے پورا نہ کرنا حرام بلکہ جرم ہے۔ اہل ثروت اگر حاجت مندوں کے حقوق اپنے مال سے ادا نہ کریں تو ریاست کی ذمہ داری ہے کہ بذریعہ قانون واجب الادا حقوق کی ادائیگی کا جبری اہتمام کرے ورنہ یہ حق تلفی، استحصال اور صریحاً ظلم و زیادتی متصور ہو گی۔"(القادری,2008)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَالَّذِينَ فِيٓ أَمْوَٰلِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ۔لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُومِ" (القرآن 70: 24-25)

اور ان کے مالوں میں سائل اور محروموں کا حصہ مقرر ہے۔

اس آیت کے ضمن میں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ جن افراد کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے مال و اسباب و معیشت کے منافع میں شامل کرنے کا حکم دیا ہے ان تمام لوگوں کے لیے ابتائے حق کے الفاظ استعمال کیے گئے جس سے ان کی مذہبی، شرعی اور قانونی اہمیت واضح ہو جاتی ہے اور قانونی حیثیت کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامی ریاست اور قائد سے اس حق کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ۔"(القرآن 17: 26)

اور رشتہ داروں، مساکین اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو۔

معاشی استحکام کے لیے ریاست کو ایسے افراد اور ایسے ادارے کے قیام کرنے اور ان اداروں کو شرعی اور قانونی لحاظ سے فعال رکھنے کے اقدام بجا رکھنے چاہیے تاکہ مالدار لوگوں کے ساتھ ساتھ مستحق اور بے کس افراد اپنی معیشت کو کسی حد تک سنبھال سکیں اور اس لیے بھی یہ ضروری ہے تاکہ معاشی بدحالی میں مبتلا ہو کر لوگ جرائم میں مبتلا نہ ہو سکیں۔

العفو:

دین اسلام نے انسان کو جہاں انفاق کی ترغیب دی ہے تو ساتھ ساتھ اس میں یہ جذبہ بھی پیدا کیا ہے کہ اگر اس کے پاس اپنی ضروریات سے بڑھ کر زیادہ ہو تو وہ اللہ کی راہ میں اور دوسروں کی بھلائی اور بہتری کے لیے خرچ کردے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"**ویسلونک ماذا ینفقون قل العفو**"(القرآن 2 : 219)

یعنی وہ آپ سے خرچ کرنے کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ فرمائیں کہ ضرورت سے زیادہ۔

وراثت کی تقسیم شرعی اصولوں کے تحت:

کسی ریاست میں جاگیردارانہ نظام کی اکثر وجہ ایک لمبے عرصے تک زمینوں میں وراثت کا جاری نہ ہونا ہے۔ ریاست کو چاہیے کہ مثبت معاشی استحکام پیدا کرنے کے لیے ایسی تمام اراضی جن پر وراثت جاری نہ ہوئی ہو ایک ادارہ یا ایک ایسا بورڈ، پینل تشکیل دیا جائے جو ایسی زمینوں کی کھوج کرے جن پر وراثت نہ جاری ہوئی ہو اور ایسی زمینوں کو ان کے شرعی وارثوں کے حوالے کرے۔ معاشی استحکام کی ممکنہ صورتوں میں سے یہ ایک سورت ہے جس پر عمل کر کے ریاست اچھے معاشی اثر مرتب کر سکتی ہے اور اس جاگیردارانہ نظام کو بھی قابو کر سکتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"**وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُو الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا**"(القرآن 4: 8)

یعنی جب تقسیم کے وقت رشتہ دار، یتیم اور مساکین جمع ہو جائیں تو انہیں بھی اس سے کچھ دے دو اور ان سے اچھی بات کہو۔

ائمہ کرام نے اس آیت سے دو طرح کے اصول بیان فرمائے ہیں۔

1) مال میں سے مستحق یتیموں اور مسکینوں کو دو یہ نہ کیا جائے کہ بہتر اور اچھے مال کے علاوہ گھٹیا مال مستحقین کو دے دیا جائے۔

2) وراثت میں غریب اور مسکین اور یتیم لوگوں (مستحقین) کا شرعی حق ثابت ہو رہا ہے بصیغہ امر "فارزقوھم" مطلب حکم دیا جا رہا ہے کہ مستحقین، غربا اور یتیموں کو وراثت کے مال میں شامل کیا جائے۔

بنیادی معاش کی ذمہ داری حکومت وقت کی ذمہ داری:

اسلامی نظام معیشت میں لوگوں کو بنیادی معاش فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے اور اس سہولت میں رعایا میں مسلم و غیر مسلم کسی کا کوئی فرق نہیں ہے بحیثیت باشندہ ریاست ہونے کے اس حکم میں دونوں شامل ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"**وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا**۔ (القرآن 11: 6)

یعنی زمین میں چلنے پھرنے والے تمام جانداروں کا رزق اللہ پر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بعد اگر رعایا بنیادی حق المعاش حاصل نہ کر سکے تو اس کی ریاست ذمہدار ہو گی اسلیے کہ ریاست کا قائد اللہ کا نائب ہوتا ہے اور بحیثیت نائب اللہ کے احکام و حقوق کو نافذ کرنا اور اس کی کلاف ورزی پر سزا جاری کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔

بنیادی معاش کی تعریف کرتے ہوئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ حدیث مبارکہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ بنیادی معاش میں انسان کے رہنے کے لیے گھر، سر ڈھاپنے کے لیے کپڑا اور ضرورت کے لیے روٹی شامل ہیں۔

حرام اشیاء کی معیشت اور درآمد پر پابندی:

دین اسلامی حلال روزی کمانے کی ترغیب دیتا ہے کہ انسان اپنے ذریعہ اکتساب سے کسبِ حلال کرے لیکن ساتھ ہی اسلام مال کمانے کے لیے جائز اور ناجائز طریقوں کی بھی نشاندہی کرتا ہے۔ حلال اور حرام میں امتیاز کرنے کا درس دیتا ہے۔ کسبِ حلال کر کے ذہنی و جسمانی سکون حاصل کرنے کی تعلیم اور حرام سے اجتناب کر کے ذہنی و جسمانی تکلیف سے دور رہنے کا حکم دیتا ہے۔ اسی طرح انفرادی حیثیت سے ہٹ کر ریاستی اور قومی سطح پر بھی ذرائع معیشت کے حرام ذرائع کا انسداد اور پابندی لگانی چاہیے جو معاشی استحکام کے لیے بہت جروری ہے۔ فطری قانون ہے کہ اگر اللہ اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کو چھوڑ کر کام کیے جائیں تو وقتی فائدہ بظاہر معلوم ہو گا لیکن ابدی بے سکونی اور نقصان ساتھ موجود رہے گا۔

"قومی دولت کی ایک بیت مقدار آج کل ان مقاصد پر صرف ہو رہی ہے جو شرعی طور پر حرام اور ناجائز ہیں۔ مثلاً شراب، فلموں اور دوسری حرام اشیاء کی درآمد پر کروڑوں روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ زرمبادلہ کے اس زبردست نقصان کو بالکل ہی بند کیا جائے اور اس خطیر رقم کو عوامی فلاح کے کاموں میں صرف کیا جائے، غیر مسلموں کو شراب استعمال کرنے کی اجازت ہو گی لیکن درآمد کرنے کی نہیں۔" (عثمانی, 2008)

سودی معیشت کا خاتمہ:

سودی معیشت ایک ایسی بڑی لعنت ہے جو معاشی طور پر ریاست کو تباہی کے کنارے لے جاتی ہے اس سے سارا سرمایہ سرمایہ داروں کی جیب میں چلا جاتا ہے اور عوام الناس مہنگائی اور قحط سمیت بہت سے معاشی عذاب برداشت کرتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ -"(القرآن 3 : 93)

اے ایمان والو تم دوگنا چوگنا کر کے سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔

سود سرمائے کے ارتکاز کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، کروڑوں لوگوں کے اجتماعی سرمایہ سے جو منفعت حاصل ہوتی ہے وہ اسی سودی نظام کی وجہ سے سرمایہ داروں کو یہ نفع حاصل ہوتا ہے اور جو بینکوں سے لاکھوں کے قرضے لے کر بڑے پیمانے پر تجارتیں کرتے ہیں اور رعایا نہایت کم رقم سود کی شکل میں ملتی ہے اور یہ سرمایہ دار مارکیٹ میں پھر اپنی اجارہ داری قائم کر لیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں اس وقت مارکیٹ میں اپنی مرضی سے مصنوعی قحط اور مہنگائی تسلط کر دیتے ہیں۔ اس لیے ریاست کو چاہیے کہ معیشت کے مثبت اثرات پیدا کرنے کے لیے سودی نظام معیشت کو ختم کر کے اس کے متبادل کو لایا جائے اور اس سودی نظام کے متبادل کے لیے سود کی بجائے مضاربت اور مشارکت کے اصول اپنائے جائیں۔

مذکورہ بالا نکات کے علاوہ مختصراً کچھ نکات ایسے ہیں کہ اگر انکو ریاستی معیشت سے اچھے اور مثبت اثرات حاصل کرنے کے لیے نافذ کیا جائے تو وہ بہت مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

1۔ صنعتی اجارہ داریوں کا خاتمہ

2۔ ضروری صنعتوں میں غرباء کے حصے

3۔ ذخیرہ اندوزی کی ممانعت اور سزا

4۔ بنجر زمین کی آبادکاری پر مالکانہ حقوق

5۔ فلاح فنڈ کا قیام

6۔ زکوۃ و عشر کی وصولی کے لیے جامع انتظامات

7۔ غیر سودی قرضے کا اجراء

8۔ آلات کاشتکاری کی فراہمی

9۔ آزاد منڈی کا قیام

10۔ اسلامی قانون کفالت

11۔ تنخواہوں کے نظام کی درستگی

12۔ ریاستی اداروں میں آسان حصول انصاف

ایک اسلامی ریاست میں قیادت کی طرف سے معاشی نظام کی بہتری اور اصلاح کے لیے جو بنیادیں طے کی جائیں وہ دو اعتبار سے مکمل ہونی چاہیں۔

1 معاشی بنیادیں اسلام کے کس حد تک مطابق ہیں

2 موجودہ عصر حاضر میں وہ کس حد تک قابل عمل ہیں

پہلے اعتبار سے معاشی نقشے کی صحت کے لیے یہ بات بالکل کافی ہے کہ اس اعتبار سے تمام مکاتب فکر کے جید علماء اور معاشیات کی بصیرت رکھنے والے علمائے کرام کے دستخط ہیں اور باقاعدہ طور پر تجاویزات موجود ہیں اور ان پر علماء کے دستخط موجود ہیں۔ سربراہ ریاست ان سے رہنمائی لے کر مثبت معاشی احکام کی تنفیذ کرے اور ایک اسلامی حکومت کے معاشی اہداف میں یہ بات ضرور ہونی چاہیے کہ اجارہ داریوں کو ختم کر کے آزادانہ مقابلے و مسابقت کا ماحول پیدا کیا جائے جس میں تمام اشیاء کی قیمت ان کی اپنی قدر اور فائدے کے لحاظ سے مقرر ہو سکے اور ایسے درج ذیل اقدامات کرے جو ریاست کے لیے مفید ہوں۔

1 تجارت کو آزادانہ ماحول مہیا کیا جائے

2 درآمدات کی پابندیاں ختم ہوں

3 سود، سٹہ اور قمار وغیرہ کو ناجائز اور ممنوع قرار دیا جائے

4 سودی نظام کی جگہ شرکت اور مضاربت کے اصولوں پر تجارت قائم کی جائے۔

خلاصہ:

قیادت و حکمرانی کا عہدہ کیونکہ اللہ اور رسول کی طرف سے عوام اور بندوں کی امانت ہے اور اجتماعی امانت ہونے کی وجہ سے بہت سے لوگوں کے بے شمار مشترکہ حقوق بھی اس سے وابستہ ہیں۔ اس لیے اسلام میں قیادت کی اہمیت پو زور دیا گیا ہے کیونکہ قیادت ہی ایک ریاست کے معاشی، سماجی، سیاسی اومعاشرتی مسائل کو احسن انداز میں حل کر سکتی ہے۔ عصر حاضر میں معاشی مسائل اور بالخصوص پاکستان کے معاشی مسائل جو روز بروز انحطاط پذیر ہوتے جارہے ہیں ان مسائل کے حل کے لیے ضروری ہے کہ ریاست کے معاشی ڈھانچے کو اسلامی طریقوں اور اصولوں پر استوار کیا جائے۔ معیشت کی مضبوطی کے فضائل قرآن و حدیث، اسوہ رسول ﷺ اور اسوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے بتائے جائیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر معیشت کو قوی اور مضبوط کیا جاسکے۔ قیادت اپنا فریضہ انجام دے اور ایسے تمام اصول نافذ کرے جو افراط و تفریط سے قطع نظر ہوں اور اسلامی معیشت کی ترویج کے لیے اپنا کردار ادا کرے کیونکہ اسلامی نظام معیشت ایک ایسا نظام ہے جس کے سوا باقی تمام نظام معاشی انسان کے مسائل کو حل کرنے سے عاجز و قاصر ہیں۔ اسلام کا نظام معیشت ایک ایسا جامع اور عادلانہ نظام ہے جو ہر شخص کو فلاح و بہبود کا مکمل خیال رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے اس نظام کا کوئی اور متبادل نظام نہیں ہو سکتا۔

سفارشات:

1۔ حلال اور جائز رزق کے فضائل عام کرتے ہوئے اس کے مواقع اور ذرائع پیدا کیے جائیں۔

2۔ حرام آمدن اور اس کے ذرائع کو روکا جائے اور اس کی مذمت کی جائے۔

3۔ اسلامی اصولوں کے مطابق معاشرے میں دولت کی گردش کو یقینی بنایا جائے۔

4۔ سودی کاروبار و نظام معیشت کو ختم کیا جائے۔

مصادر و مراجع:

غازی، ا.م. (2010). محاضرات معیشت و تجارت. لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کتب۔

Ghazi, A. M. (2010). *Muhazirat Ma'eeshat wa Tijarat*. Lahore: Al-Faisal Nashiran wa Tajiran Kutub.

ارشد، ذ. (2016). ہماری معاشرتی اور ریاستی صف بندی کے لازمی اجزاء. کتاب محل۔

Arshad, Z. (2016). *Hamari Mu'asharti aur Riasti Safbandi ke Lazmi Ajza*. Kitab Mahal.

القادری، ط. (2008). اسلامی نظام معیشت کے بنیادی اصول. منہاج پبلیکیشنز۔

Al-Qadri, T. (2008). *Islami Nizam Ma'eeshat ke Buniyadi Usul*. Minhaj Publications.

القرآن

Al-Qur'an.

بن اسمعیل البخاری، م. الصحیح البخاری۔

Ibn Ismail al-Bukhari, M. *Al-Sahih al-Bukhari*.

بن حسام الدین، ع.ا.ع.م. کنز العمال. دار الاشاعت۔

Ibn Husam al-Din, A. A. A. M. *Kanz al-Ummal*. Dar al-Isha'at.

تقی، ع. (2008). اسلام اور جدید معاشی مسائل (تجارت کے فضائل و مسائل). ادارہ اسلامیات۔

Taqi, A. (2008). *Islam aur Jadeed Ma'ashi Masail (Tijarat ke Fazail wa Masail)*. Idara Islamiat.

دیدات، ا. اسلامی نظام زندگی (قرآن عصری سائنس کی روشنی میں). آر۔آر پرنٹرز۔

Deedat, A. *Islami Nizam Zindagi (Qur'an Asri Science ki Roshni mein)*. R. R. Printers.